اخلاق قرآن وروایات کی نگاہ میں

رقیہ بتول[1]

خلاصہ:

ہر معاشرہ کی زندگی اور ہر قوم کے تکامل میں اخلاق اولین درس اور بنیادی شرط ہے، انسان کی پیدائش کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کی بھی تخلیق ہوئی ہے، دنیا کا کوئی عقلمند ایسا نہیں جس کو انسانی روح کی آسائش وسلامتی کے لیے اخلاقیات کے ضروری ہونے میں ذرہ برابر بھی شک ہو۔ بھلا کون ہے جسے صداقت وامانت سے تکلیف ہوتی ہو یا کذب وخیانت کے زیر سایہ سعادت کا متلاشی ہو...؟

اخلاق کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ایک عام انسان بھی قوم وملت کی ترقی کے لئے اخلاق وکردار کو انتہائی اہم اور ضروری سمجھتا ہے۔ ایک اچھی اور خوشگوار زندگی کے لئے اخلاق کی کتنی ضرورت ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صادق آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں: جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنالیا اس کی زندگی پاکیزہ اور خوشگوار ہو جاتی ہے"۔ چونکہ انسان ایک اجتماعی مخلوق ہے اور اجتماعی زندگی کی اہم ترین ضرورت "حسن اخلاق" ہے لہذا انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اجتماعی زندگی سے بھرپور استفادہ کرنے اور معاشرے میں اپنا وقار بنانے کے لئے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے۔

رہبر انقلاب نے گام دوم انقلاب میں اخلاق کی ضرورت پر تاکید کی ہے اس لیے زیر نظر مقالہ میں آیات وروایات سے استفادہ کرتے ہوئے معاشرہ میں اسلامی اخلاق کی اہمیت وضرورت کو پیش کی گئی ہے تاکہ معاشرہ مکمل اسلامی تنگ میں ڈھل جائے جس کے لئے آیات ورویات معصومین کی روشنی میں اخلاق لازمی ہے۔

کلیدی الفاظ:

اخلاق، قرآن، روایات،

مقدمہ

---

[1]. کارشناسی ارشد، فقہ خانوادہ، بنت الہدی۔ قم

انسانی زندگی میں حسن اخلاق کو جو اہمیت وعظمت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، ہر مذہب اور ہر دھرم کے لوگ؛ بلکہ دنیا میں بسنے والا ہر انسان اچھے اخلاق و کردار اور اچھے برتاؤ کا قائل ہے اور یقیناً کسی کو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ اخلاقی خوبیوں کو حاصل کرنا فطرت انسانی کا اہم تقاضہ ہے؛ بلکہ بنیادی ضروریات میں سے ہے، اس کے بغیر انسان میں انسانیت اور حسن وخوبی نہیں آتی، یہی وہ عظیم اور قابل قدر جوہر ہے جس کے ذریعہ معاشرے میں آپسی بھائی چارہ، اتحاد واتفاق، پیار و محبت، عفوو درگزر، رفق ونرمی اور توافق وہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے اور اسی طاقت کے ذریعہ آپسی اختلاف وانتشار، باہمی چپقلش ورنجش، نفرت وبعد، بڑی سے بڑی عداوت ودشمنی، بغض وکینہ، اور ہر طرح کے تضادات دور کیے جاسکتے ہیں، حسن اخلاق درحقیقت انسان کازیوراور اس کا حسن وخوبصورتی ہے۔

اخلاق لغت اور اصطلاح کی نگاہ میں:

حقیقت میں حسن اَخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔

اخلاق لغت کے اعتبار سے خلق کی جمع ہے جس کے معنی ہیں: طبیعت، مروت، عادت۔ (المنجد عربی اردو: ص ۲۹۴)

اخلاق: روش، شیوہ، سلوک یعنی طور طریقہ اور رفتار و گفتار کو اخلاق کہتے ہیں۔

خلق: اس کا مادہ (خ، ل، ق) ہے اگر "لفظ خ" کے اوپر زبر پڑھیں یعنی خَلق پڑھیں تو اس کے معنی ہیں ظاہری شکل وصورت اور اگر "خ" پر پیش پڑھیں یعنی "خُلق" پڑھیں تو باطنی اور داخلی ونفسانی شکل وصورت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں انسان خُلق و خَلق دونوں اعتبار سے نیک ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ظاہری صورت بھی اچھی ہے اور باطنی صورت بھی، جس طرح انسانوں کی ظاہری شکل وصورت مختلف ہوتی ہے اسی طرح باطنی شکل وصورت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ (اخلاق شبر: ص ۳۱)

اخلاق اصطلاح کے اعتبار سے :

اصطلاح میں اخلاق سے مراد یہ ہے کہ یہ صفات کا ایک سلسلہ ہے جو انسان کی روح اور نفس اور ایک ایسا بنیاد ہے جو کہ نیک اعمال کا سرچشمہ ہیں، جیسے سچائی، قربانی اور جہاد، یا جھوٹ جیسے برے کام۔ (محمدی گیلانی، درسهای اخلاق اسلامی، قم، نشر سایہ، چاپ مؤسسۃ الھادی، چاپ اول، ۱۳۷۴، ص ۲۳.)

پیغمبر اسلام (ص) خداوند منان سے دعا فرماتے ہیں: "اللّھم احسنت خلقی فاحسن خلقی" (مشکاۃ الانوار، ج ۱، ص ۲۲۳)

یعنی پالنے والے! میرے خُلق کو بھی اسی طرح بہتر قرار دے جس طرح میرے خَلق کو بہتر بنایا ہے (یعنی جس طرح میری خلقت، نیک طینت ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی اخلاق حسنہ قرار دے۔

تعریف علم اخلاق

علم اخلاق وہ علم ہے جو انسان کو فضیلت اور رذیلت کی پہچان کراتا ہے (کون سا کام اچھا ہے کون سا کام برا ہے، جو انسان کو یہ سب بتائے اس علم کو علم اخلاق کہا جاتا ہے۔ (آموزہ ھای بنیادین علم اخلاق: ج۱، ص۱۷)

دوسرے الفاظ میں انسان کے باطنی یا روحانی صفات، عادات اور جبلی خصائل کو اخلاق کہا جاتا ہے نیز ان خصائل کے نتیجے میں سامنے آنے والے طرز عمل اور کردار کو بھی اخلاق کے نام سے پکارتے ہیں۔

اخلاق کی اہمیت اور ضرورت

میری نگاہ میں جوانوں کے لیے اخلاقی اور معنوی اقدار، حصول علم کی نسبت زیادہ ضروری اور اہم ہیں۔ انقلاب اسلامی انہیں اقدار کی خاطر وجود میں آیا ہے۔ علم کو ہمیشہ عمل کے ساتھ ہونا چاہیے اور ہمیں چاہیے کہ اس سلسلے میں کام کریں تاکہ تعلیم یافتہ طبقے میں غرور اور تکبر کا خاتمہ ہو جائے اور معاشرے میں پائی جانے والی بد اخلاقی اور کج فکری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔

علم اخلاق کے ماہرین نے انسان کی روحانی اور نفسیاتی عادات، صفات اور کیفیت کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے جو یہ ہے؛

۱۔ فطری اور طبیعی (نیچر)

۲۔ اکتسابی یا اختیاری

فطری صفات؛

فطری صفات سے مراد انسانی فطرت میں موجود خداداد صلاحیتیں، جذبات اور جبلی خصلتیں ہیں۔ ان صفات کے حصول میں اختیار اور عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر خداجوئی، عرفان اور ماوراء الطبیعات کے بارے میں تحقیق کا جذبہ نیز حقیقت کی جستجو، حق پرست، عدالت پسندی، اپنی سربلندی و رفعت، شخصیت، آزادی، احترام ذات، عقل، شہوت اور جذبہ غضب جیسی باطنی کیفیات۔

اکتسابی یا اختیاری صفات:

اس سے مراد وہ صفات ہی جو انسانی ارادے، اختیار اور عمل کے باعث تدریجاً حاصل ہوتی ہیں تاکہ انسان اپنی خداداد اور فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لائے چنانچہ اگر انسان اپنی خداداد اور فطری صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہ کرے تو اس کی اکتسابی صفات

بڑی ہوں گی اس مرحلے کی اچھی صفات وعادات کو مکارم   اور فضائل   کا نام دیا جاتا ہے اور بری صفات وعادات کو رزائل   کا نام دیا جاتا ہے۔ (اخلاق عملی، مولف. آیت اللہ مہدوی کنی۔ ناشر۔ معارف اسلام پبلشرز، تاریخ اشاعت۔ جمادی اول ۱۴۲۰ھ-ق. ص، ۱۵-۱۶)

علم اخلاق کے مختلف زاویے

اخلاقی مسائل پر مختلف زاویوں سے بحث ہو سکتی ہے۔ اور ہر زاویہ ایک مخصوص موضوع یا عنوان کا حامل ہے۔ یہاں ہم اہم ترین عناوین کی طرف اشارہ کرینگے۔

۱۔ اخلاق نظری یا فلسفہ اخلاق

۲۔ اخلاق تطبیقی یا اخلاقی مقارن

۳۔ اخلاق عملی یا اخلاق روش

(کتاب، اخلاق عملی، مولف. آیت اللہ مھدوی کنی۔ ناشر۔ معارف اسلام پبلشرز، تاریخ اشاعت۔ جمادی اول ۱۴۲۰ھ-ق ص ۱۷)

اخلاق، قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں اخلاق کے بارے میں بہت سارے آیات ذکر ہوئے ہیں کچھ آیتوں کو یہاں پر ذکر کیا گیا ہے:

انّ ھٰذا الا خُلُق الاوَّلِین ۔(شعراء، آیہ ۱۳۷)

یعنی بے شک یہ راستہ وہی پہلے والوں کا راستہ ہے، آیۂ کریمہ میں خُلُق سے مراد راستہ لیا گیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ ، گذرے ہوئے لوگوں کی سیرت پر چل رہے ہیں۔

وَاِنَّکَ لَعلیٰ خُلُق عَظِیم۔ (قلم، آیہ ۴)

رسول اسلام سے خطاب کیا جارہا ہے کہ اے میرے حبیب! آپ خلق عظیم پر فائز ہیں، اس آیت میں خلق سے مراد "اخلاق اور حسن سیرت" کو لیا گیا ہے۔

:(......فمن الناس من يقول ربنا آتنا في الدنيا وما له في الآخرة من خلاق۔(بقرہ، آیہ ۲۰۰)

.... بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ پرور دگار! ہمیں دنیا میں نیکی عطا کر لیکن یہ دعا آخرت میں نفع بخش ثابت نہیں ہو سکتی (اس آیت میں بھی "لفظ خلاق" سے مراد وہی ہے جو خلق واخلاق کے ذیل میں آتا ہے یعنی نیکی اور بھلائی)

کچھ عناوین اخلاقی قرآن کی نظر سے:-

والدین کا احترام کرنا

اللہ تعالی نے متعدد آیات کریمہ میں اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا ہے مندرجہ ذیل آیات ملاظہ فرمائیے

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا۔ (سورہ اسرا/۱۷:۲۳)

"تیرے پرودگار کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دوسری آیت میں ارشاد رب العزت ہے

.واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین ۔(سورہ بقرہ ۲:۸۳۔)

ماں کا عظیم حق

قرآن کریم نے ماں کے حق کو اس سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے اس کی وجہ یہ ہے ماں کی قربانیاں بھی زیادہ ہیں یہ ماں ہی ہے جو حمل، وضع حمل اور پھر دودھ پلانے جیسی تکالیف برداشت کرتی ہے اور حمل کے مرحلے میں عام طور پر نو ماہ تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے، اس کی غذا اسے غذا حاصل کرتا ہے اور ماں کی راحت وصحت کی پرواکئے بغیر مطمئن رہتا ہے۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا سوا اللہ کے کسی کی بندگی مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو"۔

واقعہ

بنی اسرائیل کے نام جریح تھا۔ وہ ہمیشہ اللہ کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ اس سے ملنے کے لیے آئی اور باہر سے بیٹے کو آواز دی اشارہ کیا اگئے مت آئیں۔ بیٹا نماز پڑھ رہا تھا۔ ماں کو جواب نہیں دیا۔ دوسری مرتبہ آواز دی جواب نہیں دیا اسی طرح تین مرتبہ آواز دیا لیکن جواب نہیں دیا۔ اس پر ماں کو غصہ آیا اور بددعا دینے لگی۔

اب یہ ہوا کہ اسرائیل سہ جن سہ اندر جریح کی عبادت، ریاضت، اور ذکر الہی کی شہرت تھی اور ان کے اندر جریح انہی کے ایک گروہ مین ایک بدکار عورت آئی جو بڑی حسین تھی اور اس کا حسن بھی معروف و مشہور تھا۔

اب اس جرم میں اسے دانست پہ چڑھایا اور سب لوگ ج۔ع ہو گئے۔ آخر کار ان کی ماں بھی آئیں اولاد کا محبت بچہ کو دیکھا تو وہ کہنے لگے ماں یہ اب کی بددعا کا نتیجہ ہے ان کی ماں نے سارا واقعہ بتایا اور پھر عابد نے کہا کہ اس بچہ کو لے کر آئے تو بچہ کو گود میں کیا اور ان سے کہا کہ تم کس کا بچہ ہے کہنے لگے میں فلاں کا بچہ ہوں۔۔۔۔

سبق آموز پہلو

سبق یہ ملا کہ جریح رحمہ اللہ بے شک بڑا نیک اور عبادت گزار تھا مگر اس نے بحیثیت ایک بیٹے کا جو حق ادا نہ کیا اللہ نے اسے اس کی سزا دی اور اسے باور کرایا کہ میں تیری عبادت سے تب ہو خوش ہوں گا جب تو حق والوں کا بھی حق ادا کرے گا تجھے نہیں بھولنا چاہیے تو کسی کا بیٹا ہے۔۔۔ماما کا جذبہ میں نے ہی پیدا کیا ہے لہذا اس جذبے کو کچل کر چاہے میرا محبوب بن جائے۔

(قصص الانبیاء م: علی عطایی اصفهانی، ناشر: آیین دانش، چاپ، ۱۴۰۰، ص ۴۹۸ تا ۵۰۳)

صلہ رحمی قرآن کی روشنی میں

فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔(سورہ روم آیہ ۳۸)

ترجمہ: قرابت والے کو مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

صلہ رحمی اور طولانی عمر

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: جو بھی مجھے ایک چیز کی ضمانت دے میں اسے چار چیزوں کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ صلہ رحمی انجام دے؛ تو اللہ اسے محبت، روزی میں اضافہ، عمر طولانی کرے گا اور جس بہشت کا وعدہ دیا ہے اس میں داخل کرے گا۔(بحار الانوار، ج ۷۴، ص. ۹۳)

یتیم کے ساتھ سلوک

قرآن کریم نے تاکید کی ہے کہ ان کا مال پوری ایمانداری کے ساتھ اُنہیں پر خرچ کرو، اپنی ذات میں ہرگز ان کا مال استعمال نہ کرو: ''وَلاَتَاكُلُوْا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوْبًا كَبِيْراً۔''(النساء:۲)

اور جب بالغ ہو کر سوجھ بوجھ والے ہو جائیں، نفع و نقصان کی تمیز ان کے اندر آجائے تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دو: ''فَإِنْ أَنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْداً فَادْفَعُوْا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ۔''(النساء:۶(

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا(النساء۔۱۰)

جو لوگ یتیمون کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، اور عنقریب بھڑکتی آگ کا مزا چکھیں گے.

اسی لئے قرآن مجید کی آیات، اور بہت سی اسلامی روایات میں اس مسئلہ پر تکیہ ہوا ہے جس میں اخلاقی پہلو بھی ہے اور معاشرتی اور انسانی پہلو بھی۔ ایک دوسرے سے ملاقات اور ایک دوسرے کے ہاں جانا یہ صلہ رحمی کی ایک مثال ہے۔

یہ حدیث پیغمبر اکرام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معروف ہے کہ آپ نے فرمایا:

انا و کافل الیتیم کھاتین فی الجنة اذا اتقی الله عزوجل و أشار بالسبابة و الوسطی۔ (نور الثقلین" جلد۵،ص ۵۹۷حدیث۲۳.)

"میں اور یتیم کا سرپرست ان دو کی طرح جنت میں ہوں گے، بشرطیکہ وہ خوفِ خدااور تقویٰ رکھتاہو۔ پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

اس موضوع کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے مشہور وصیت نامہ میں یتیموں کی طرف توجہ اور دھیان دینے کو نماز و قرآن کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ قرار دیاہے، فرماتے ہیں:

" الله الله فی الایتام فلا تغلبوا افواهم ولا یضیعوا بحضرتکم"

" خدا کو یاد رکھو، خدا کو یاد رکھو! یتیموں کو کبھی سیر اور کبھی بھوکا نہ رکھو اور تمہارے سامنے وہ ضائع نہ ہوں" (نہج البلاغہ ،مکتوب،۴۷)

اس سلسلے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق و کردار اچھا ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں اور دوسروں سے محبت سے پیش آتے ہیں اور دوسرے بھی ان سے محبت سے پیش آتے ہیں، اور وہ اپنے دروازے سب کے لئے کھلے رکھتے ہے۔ (اصول کافی ج۲ص۱۰۳ باب حسن خلق)

اخلاق رویات واحادیث کی روشنی میں

-رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں: "خوش اخلاقی انسان کو شب زندہ دار روزہ دار کے ہم مرتبہ بنادیتی ہے، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: وہ بہترین شیٔ جو بندوں کو عطا کی گئی ہے، کیاہے؟ فرمایا: خوش اخلاقی "۔ (تحف العقول، ص۴۷)

-حضرت علی علیہ السلام نے زندگی کے میدان میں کامیابی کے لئے اخلاق کو اہم ترین درس قرار دیتے ہوئے فرمایا: "اگر ہم جنت کے امیدوار اور دوزخ سے خوف زدہ بھی نہ ہوتے اور ثواب وعقاب بھی نہ ہوتا پھر بھی ہمارے لئے ضروری تھا کہ ہم مکارم اخلاق کے حصول میں کوشاں رہیں اس لئے کہ کامیابی وکامرانی کا راستہ مکارم اخلاق میں پنہاں ہے۔ (مستدرک الوسائل ۱۹۳۱ح۲۱۲۷۱۲)

آنحضرت ص کا ہی ارشاد ہے کہ مومنین کے ساتھ خوش اخلاقی بشاشت کے ساتھ ملاقات کرنا ہے اور مخالفین کے ساتھ کے ساتھ حسن اخلاق مودت کے ساتھ گفتگو کرنا ہے تا کہ ایمان کی طرف کھیچ آئے۔ اور ایمان سے مایوس ہو تو کم سے کم مومنین اس شر سے محفوظ رہیں گے۔ (الوسائل)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:عَوِّدْ اُذُنَكَ حُسْنَ الاِسْتِماعِ وَ لا تُصغِ اِلی ما لا یَزیدُ فی صَلاحِكَاستِماعُهُ فَاِنَّ ذلِكَ یُصدِئُ الْقُلوبَ وَ یوجِبُ الْمَذامَّ؛(غرر الحکم،ح۶۲۳۴)

اپنے کانوں کو اچھی باتیں سننے کی عادت ڈالو اور ایسی بات نہ سنو جو تمہاری نیکی کو اضافہ نہ کرے۔ کیونکہ اس سے دلوں کو زنگ لگ جائے گا اور ملامت ہو گی۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما اَصْعَبَ اِكْتِسابَ الْفَضائِلِ وَ اَیْسَرَ اِتْلافَها؛(شرح نہج البلاغہ،ابن ابی الحدید،ج۲۰،ص۲۵۹،ح۳۸)

اخلاقی خوبیوں اور صفت جتنے مشکل سے ہاتھ میں آتے ہیں اور اتنے ہی آسانی سے ہاتھ سے چلا جاتا ہے.

دینِ اسلام میں اخلاقیات کی بہت زیادہ اہمیت ہے وجہ یہ کہ عبادات اور اخلاقیات ہی اسلامی تعلیمات کے دو بنیادی ستون ہیں۔ علم کے معنی "جاننا" ہے اور اس علم کا استعمال "ادب و اخلاق" ہے۔ یعنی قرآن و حدیث سے حاصل ہونے والے علم کو دنیا میں استعمال کیسے کرنا ہے؟ اس کے متعلق ادب اور اخلاق ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ مسلمان جب حُسنِ اخلاق سے اپنی حیات کو آراستہ کرلے، تو پھر وہ بارگاہ خداوندی اور مخلوق خداوندی، دونوں میں مقبول ہو جاتا ہے۔

اخلاق تاریخ کی روشنی میں

یوں تو رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کے انسانیت ساز اخلاقی پیغامات بہت زیادہ ہیں، یہاں اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعہ قلمبند کیا جارہا ہے۔

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن ایک شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ! کوئی ایسا درس دیں جس سے میں سعادتمند ہو سکوں، آپ نے فرمایا: جاؤ اور غصہ سے پرہیز کرو۔ اس نے کہا: یہی درس میری زندگی کے لئے کافی ہے، اس کے بعد وہ اپنے قبیلہ میں واپس ہوا، جب اپنے قبیلہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسکے قبیلہ کے افراد دوسرے قبیلہ سے نبرد آزما ہیں، اس نے عجلت میں جنگی لباس پہنا اور اسلحہ لے کر جنگ کے لئے آمادہ ہوا اسی وقت اسے رسول کی بات یاد آئی، اس نے جلدی سے اپنا اسلحہ دور پھینکا اور مخالف گروہ میں جا کر کہنے لگا: اے بھائیو! جتنا خون خرابہ ہوا ہے وہ سب میرے ذمہ ہے میں اس کی دیت ادا کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ وہ لوگ اس کی بات سن کر پر سکون ہوئے اور آپس میں صلح کرلی اور کینہ و کدورت بھی ان کے دلوں سے جاتا رہا۔

یہ تھا تلاطم انگیز دریائے اخلاق کا ایک ادنی قطرہ... جس نے انسانیت ساز کردار ادا کرتے ہوئے انسانوں کو انسان دوستی کا سلیقہ عطا کیا، اس کے علاوہ سمندر اخلاق کا ہر قطرہ اگر کل کے افراد کے لئے درس عبرت تھا تو آج کے بگڑے ہوئے ماحول کی اہم ترین ضرورت ہے۔ (اصول کافی باب الغضب ح ۱۱)

جس کے اخلاق اپنے گھر والوں کے لئے صحیح نہ ہو تو چاہئے وہ شہید ہی کیوں نہ ہو فشار قبر ہو گا۔ اسلئے کہتے ہیں کہ خبر دار اپنے اہل وعیال کے ساتھ بد اخلاقی کا بر تاؤ نہ کرنا کہ بد خلقی موجب جہنم ہے۔ بد خلقی سے ایمان یوں ہی برباد ہو جاتا ہے جس طرح سرکہ سے شھد۔

ایک عبر تناک واقعہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی تو پیغمبر اکرمؐ نے انہیں غسل دینے کا حکم دیا اور ان کے جنازے میں ننگے پاؤوں شرکت فرمائی اور بار بار ان کی تابوت کے دائیں اور بائیں طرف کو اٹھاتے تھے۔]

کہا جاتا ہے کہ جب ان کے جنازے کو باہر لایا گیا تو بعض منافقین نے کہا کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے؟ اس پر پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: "۷۰ ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شرکت کرنے اور ان کی تابوت اٹھانے کیلئے زمین پر آگئے ہیں جبکہ اس سے پہلے اتنی کثیر تعداد میں فرشتے زمین پر نہیں آئے تھے

اسی طرح ایک حدیث میں امام صادقؑ فرماتے ہیں: "پیغمبر اکرمؐ نے سعد کی نماز جنازہ پڑھائی اس وقت جبرائیل کو دیکھا کہ کثیر تعداد فرشتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے۔ اس موقع پر پیغبر اکرمؐ نے فرمایا: اے جبرئیل کس وجہ سے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہو؟ جبرئیل نے جواب دیا وہ ہر وقت چاہے بیٹھے ہوئے ہوں یا کھڑے ہوں یا سواری کی حالت میں ہو سورہ اخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے اسی ہم اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہیوں۔

آخر میں جب سعد کو دفنا کر پیغمبر اکرم اور آپ کے اصحاب ان کی قبر سے اٹھنے لگے تو سعد کی والدہ نے کہا: اے سعد تمہیں بہشت مبارک ہو! اس پر پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے سعد کی ماں! وہ آخرت میں مشکلات میں گرفتار ہونگے کیونکہ ان کے گھر والوں کے ساتھ اس کا برتاؤ جتنا ہونا چاہئے تھا اچھا نہیں تھا۔ (تہذیب الکمال، ج ۱۰، ص ۳۰۲؛ ابن عبد البر، الاستیعاب، ج ۲، ص ۱۶۸۔ دایرۃ المعارف الشیعۃ العامۃ، ج ۱۰، ص ۳۶۵۔)

بد اخلاق کے بارے میں علماء نقل کرتے ہیں کہ جو تا بنانے والا ایک کار گر بہت بد اخلاق تھا، اپنی دکان میں بیٹھ کر وہ جوتے بناتا بھی تھا اور بھیجتا بھی تھا۔ ایک دن صبح صبح اس کی دکان پر ایک آدمی آیا۔ دونوں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے۔ اس آدمی میں اور دوکاندار میں کچھ یوں بات چیت ہوئی۔

آدمی: کیا حال چال ہے؟

دوکاندار: ٹھیک ہوں۔

آدمی: آپ مجھے یہ بتائے کہ جھگڑا کس طرح ہوتا ہے؟ جھگڑے کی بنیاد کیا چیز ہوتی ہے؟

دوکاندار: آخر صبح صبح یہ کیسا سوال ہے؟! تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟

آدمی: نہیں، میں تحقیق کر رہا ہوں اور یہ بات سمجھا چاہتا ہوں۔

دوکاندار: بھلے آدمی، شاید تمہاری عقل خراب ہو گئی ہجری! میں کیا جانوں کہ جھگڑا کس طرح ہوتا ہے۔؟!

آدمی: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے نہیں میں آپکی چھوڑوں گا نہیں!

دوکاندار: تم مجھے کام کرنے دو گے؟

خلاصہ یہ کہ جھگڑا بڑھ گیا اور دوکاندار نے چمڑا کاٹنے والا آلہ اس آدمی کے سر پر مار دیا۔ سر سے خوں بہنے لگا تو وہ آدمی لینے لگا: " سمجھ گیا سمجھ گیا! جھگڑا کس طرح ہوتا ہے سمجھ میں آگیا۔ ایک آدمی کسی بات کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور دوسرے کی مرضی کے خلاف اصرار پر اصرار کئے چلا جاتا ہے تو جھگڑا ہو جاتا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ دوسروں کی مرضی کے خلاف غیر ضروری طور پر بات کو طول نہ دے اور جھگڑے کا موقع فراہم نہ کرے۔ غیر ضروری طور پر کوئی ایسی بات کرے ہی نہیں جس سے دوسرے غصہ آسکتا ہو۔ انسان کا نفس ایک ایسی بھیڑ کی مانند بن جانا چاہئے جسے چراگاہ اور اپنے باڑے سے باہر نکلنے کی تربیت دی دے گئی ہو۔ جواز کی حد میں نفس کی خواہشوں کو پورا ہونے دینا چاہئے لیکن نفس کو جواز کی حد سے باہر نکلنے نہیں دینا چاہئے۔ البتہ اس تربیت کے لئے کافی عزم وہمت درکار ہے۔ (درس اخلاق. تالیف، آیت اللہ دستغیب، ترجمہ، اسد علی شجاعت سال نشر ۱۹۹۸، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، لکھنو. ص ۸۱-۸۲،)

نتیجہ: اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایک تو کبھی بے جا سوال نہیں کرنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق

حضرت کی دلسوزی و مہربانی جب حضور اکرم (ص) مخلوقات کے سامنے آتے ہیں تو اخلاق کا وہ نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دنیائے انسانیت انگشت بدنداں نظر آتی ہے اور خداوند عالم کہتا نظر آتا ہے (انک لعلیٰ خلق عظیم) یعنی اے میرے رسول آپ اخلاق کے بلند و عظیم درجہ پر فائز ہیں۔ ایک روز آپ نے مولا علی. کو بارہ درہم دیئے اور فرمایا: ' میرے لئے ایک لباس خرید کر لے آئو' حضرت علی. بازار گئے اور بارہ درہم کا لباس خرید کر لے آئے، حضور نے لباس کو دیکھا اور علی. سے فرمایا: ' اے علی. اگر اس لباس

سے کم قیمت لباس مل جاتا تو بہتر تھا اگر ابھی دوکاندار موجود ہو تو یہ لباس واپس کر دو' علی دوبارہ بازار گئے اور لباس واپس کر دیا اور بارہ درہم واپس لا کر آپ ﷺ کے حوالہ کر دیئے۔ حضرت مولا علی کو اپنے ہمراہ لے کر بازار کی جانب روانہ ہوئے، راستہ میں ایک کنیز پر نظر پڑی کہ جو گریہ کر رہی تھی، آپ نے سبب دریافت کیا تو کنیز نے جواب دیا کہ میرے آقا نے مجھے چار درہم دیئے تھے کہ کچھ سامان خرید کر لے جائوں لیکن وہ چار درہم گم ہو گئے، اب گھر واپس جائوں تو کس طرح؟ آپ ﷺ نے اپنے بارہ درہموں میں سے چار درہم اس کنیز کو عطا کئے کہ وہ سامان خرید کر لے جائے اور بازار پہونچکر چار درہم کا لباس خریدا، لباس لے کر بازار سے واپس آرہے تھے تو ایک برہنہ تن انسان پر نظر پڑ گئی، آپ نے وہ لباس اس برہنہ تن کو بخش دیا اور پھر بازار کی جانب چلے، بازار پہونچکر باقی بچے ہوئے چار درہموں کا لباس خریدا، لباس لیکر بیت الشرف کا قصد تھا کہ دوبارہ پھر وہی کنیز نظر آگئی جو پہلے ملی تھی، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ اب کیا ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کافی دیر ہو چکی ہے، میں ڈر رہی ہوں کہ کیسے جائوں، آقا کی سرزنش سے کیسے بچوں؟ سورۂ قلم ۴ حضور کنیز کے ہمراہ اس کے گھر تک تشریف لے گئے، اس کنیز کے آقا نے جب یہ دیکھا کہ میری کنیز، سرکار رسالت ﷺ کی حفاظت میں آئی ہے تو اس نے کنیز کو معاف کر دیا اور اسے آزاد کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: 'کتنی برکت تھی ان بارہ درہموں میں کہ دو برہنہ تن انسانوں کو لباس پہنا دیا اور ایک کنیز کو آزاد کر دیا۔

(بحارالانوار: ج۱۶، ص۲۱۵۔ سیرۂ پیامبر اکرم ص۲۵)

اس مختصر سے مقالہ میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ اجمالی طور پر بھی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کے اخلاقی فضائل کو جمع کیا جا سکے ارباب فکر و نظر اس موضوع سے متعلق کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں

غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر طرح کے افراد کے ساتھ حضور ﷺ کے حسنِ اخلاق اور عمدہ حسنِ معاشرت کی مثالیں بھری پُری ہیں؛ حتی کہ بے زبان جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی تعلیم دی ہے اور مختلف قسم کی احادیث میں آپ ﷺ نے امت کو بھی اسی کی تعلیم دی ہے؛ چنانچہ اسی تعلیم کی بدولت اور مسلمانوں کے عمدہ اخلاق اور حسن معاشرت کو دیکھ کر بے شمار لوگ دامن اسلام میں داخل ہوئے، اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یہ ایک بدیہی اور واضح حقیقت ہے کہ پوری دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت میں اچھے اخلاق کا بڑا اہم رول ہے؛ لیکن بد قسمتی سے آج مسلمانوں کے اندر سے یہ صفت بالکل معدوم سی ہو گئی۔

اخلاق امام خمینی رح کی نظر میں:

امام کی نظر میں اسلامی اخلاقیات کی بنیادیں یہ ہیں:

۱-توحید

۲-فطری ہونا

۳-اختیاری ہونا

۴-عقلی ہونا

(خمینی، روح اللہ، شرح حدیث جنود عقل و جھل، ص ۱۰، تھران، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۲.)، (تعلیم و تربیت از دیدگاہ امام خمینی، ص۱۹۸)

امام خمینی اسلامی اخلاقیات کو دو بنیادی ستونوں پر مبنی سمجھتے ہیں۔ایک ثبوت طول و عرض ہے؛یعنی خدا کی تلاش اور اعتدال جو کہ انسان کی بادشاہی اور کمال کا عنصر ہے اور ثبوت کی ایک دوسری جہت ہے۔اس کا مطلب خود غرضی اور خود پسندی کی نفی ہے، جو انسانی ترقی میں رکاوٹ ہے۔(خمینی، روح اللہ، دانشنامہ امام خمینی، ج۱، ص۵۲۷، تھران، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۴۰۰.)

امام کی نظر میں اخلاق کے چند مصادیق

۱-شکر

حضرت امام علیہ السلام اس زمینی میں فرماتے ہیں: جب خدا کی نعمتوں کی شکر گزاری ہر سطح پر ہوتی ہے، وجود کے پہلے ظہور اور رحمت کے وجود کے پھیلنے سے لے کر قبضے کے آخری ظہور تک-جو قبضے اور تسلط میں ختم ہو جاتی ہے۔(آداب الصلاۃ، امام خمینی، موسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۰ش)

شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان کو ایسے معاملات اور معاملات میں استعمال کریں جن سے اللہ کی خوشنودی اور اطمینان ہو۔لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ مخلوق خدا کی نعمتوں کا مکمل شکر ادا کرنے سے عاجز ہے، یہ کہنا چاہیے کہ مخلوق کا آخری شکر یہ ہے کہ وہ جان لے کہ خالق کا شکر ادا کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے۔

۲-صبر

اہل محبت اور اہل علم کا صبر، ایسا صبر کرتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو ایک سچائی حقیقی دوست کی طرح ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے منسوب ایک حدیث ہے کہ: صبر ایمان کے لیے ایسا ہے جیسا کہ سر جسم کے لیے ہے۔پس جب سر جاتا ہے تو جسم جاتا ہے اور اسی طرح جب صبر جاتا ہے تو ایمان جاتا ہے۔(کافی، ج۲، ص۸۷.)

مصیبت میں صبر اپنے آپ کو کئی طریقوں سے ظاہر کرتا ہے:

۱- یہ دکھاوا کرنا اسکا مقصد صرف لوگوں کی تعریف ہے۔

۲- خدا کے اجر و رحمت کے حصول کے لیے صبر کرنا اور آخرت کی سرفرازی کی امید جو کہ متقیوں اور پرہیزگاروں کا صبر ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: صبر کرنے والوں کا اجر بے حساب اور مکمل ہے۔(زمر(۳۹):۱۱.)

۳-توکل

امام راحل فرماتے ہیں کہ: اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقین رکھیں کہ اللہ پر بھروسہ کرنے سے آپ کے تمام اعمال درست ہو جائیں گے۔ انسان جو کچھ بھی کرے، اس کے پاس ایک راستہ ہونا چاہیے،۔۔۔

۴-رجاء

رجاء یعنی امید، امید کا مطلب ہے کسی محبوب چیز کا انتظار کرنے کے لیے دل کی وسعت، اور امید اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی شخص محبوب تک پہنچنے کے بہت سے طریقوں کا مطالعہ کر لے۔ اس نے اپنی استطاعت اور ایمان کی طاقت کی حد تک اطاعت اور عبادت کی ہے۔(ھمان، ص۷۴.)

۵-ذکر

حضرت امام خمینی(رہ) اس سلسلے میں فرماتے ہیں: اس کی طرف توجہ کرنا مت بھولو۔ اس کی طرف توجہ کرنا آپ کی دنیا اور آخرت کے لیے تمام نیکیوں کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسکین ملتی ہے۔ « اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ » (رعد ۲۸:۱۳.)

"صرف اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔" اگر دل چاہیں تو یقین جاننا کہ انسان کے لیے بہترین نعمت ہے، اب تم جو یہاں بیٹھے ہو، نہ تم مجھ سے ڈرتے ہو نہ میں تم سے۔ ہم سب بھائی ہیں، یہ بات یقینی ہے۔ (تعلیم و تربیت از دیدگاہ امام خمینی، ص۱۷۶.)

امام خمینی کی نظر میں اخلاق کی محوریت

امام کی نگاہ میں اخلاقی صلاحیت، برگزیدہ اور بہترین شائستگی ہے اور تہذیب نفس تمام اجتماعی اور انفرادی پہلوؤں کی اساس ہے۔ فردی زندگی سے لیکر خانوادگی، اجتماعی، علاقائی روابط یہاں تک کہ بین المللی معادلات کی تشکیل بھی اخلاقی اصول کے معیار پر ہونی چاہئے۔

امام بعثت کا مقصد تزکیہ اور ظلمتوں سے نور کی طرف لے جانا سمجھتے تھے اور ہمیشہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس بات پر زور دیتے تھے کہ انبیاء انسانوں کی تربیت اور آدم سازی کے لئے آئے ہیں اور فرماتے تھے: 'تمام انبیاء کی بحث وتربیت کا موضوع انسان ہے۔(صحیفہ امام، ج۸، ص۳۲۴)

اخلاق کے بارے میں اور بھی بہت سے بیانات ہے اور رزائل اخلاق وغیرہ بھی ہے لیکن اس تحقیق میں اتنی جگہ نہیں ہے کہ رزائل اخلاق کو بھی بیان کر سکوں۔ اور بھی بہت سارے موارد کو بیان کیں ہے اما متاسفانہ سب کو بیان کرنے کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔

اخلاق رہبر انقلاب اسلامی کی نظر میں:

۱-اخلاقی تبدیلی

اخلاقی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی بھی اخلاقی برائی، کسی بھی بدصورت رویے، کسی بھی برے اور ناگوار جذبے کو ایک طرف رکھ کر جو دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہو یا انسان کی پسماندگی کا باعث بنتا ہو، اور اپنے آپ کو اخلاقی خوبیوں اور خوبصورتیوں سے آراستہ کرے۔(پیام نوروزی سال۷۶، اول فروردین۱۳۷۶)

۲-ہمارے انقلاب کی بنیاد مذہبی، اخلاقی اور روحانی اقدار تھیں۔

میں اس انقلاب کی دو غیر معمولی خصوصیات پیش کرتا ہوں، جنہوں نے دنیا میں اس انقلاب کی تصویر پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ جیسا کہ اسلامی ملک میں انقلاب کی فتح اور پائیداری پر اس کا سب سے زیادہ اثر پڑا۔ یہی دو خصوصیات تھیں جو کئی سالوں کے بعد بھی کچھ لوگوں کو اس انقلاب کی پیروی اور اس کی روشنی میں کم از کم کچھ تحریکیں اور پیشرفت اور کوششیں کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

ان دو خصوصیات میں سے ایک یہ تھی کہ اس انقلاب کی بنیاد مذہبی، اخلاقی اور روحانی اقتدار تھیں اور دوسری خصوصیت یہ تھی کہ انقلاب حکومت کی تشکیل اور انتظامیہ میں عوام کی مرضی پر مبنی تھا۔ یعنی انقلاب کی فتح کے بعد عوام کے کردار کی اہمیت ان سے نہیں چھینی گئی اور انقلاب کے لیے ایک عنصر کے طور پر رہے۔ ہمارے انقلاب میں یہ دو خصوصیات موجود ہیں۔ (حدیث ولایت(۳)، ص۲۴۹-۲۵۲، ۲۰ بھمن-۱۳۶۸)

۳-انسان اچھے اخلاق کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔

اگر خدائی ضابطے قائم ہوں؛ اسلام کی بنیاد پر ایک حکم قائم ہوا اور سماجی انصاف کا ادراک ہوا، یہ اب بھی ایک درمیانی مقصد ہے، یا در حقیقت راستے میں ایک قدم ہے۔ اگلا مرحلہ یہ ہے کہ جو لوگ اس نظام میں آرام سے، بے فکر اور عدل سے لطف اندوز ہوتے ہیں، انہیں اچھے اخلاق کی نشوونما کا موقع اور حوصلہ ملتا ہے۔ آج میں اسی پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا تھا اور میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی تشکیل کے بعد یہی مقصد ہے۔ بلکہ عادلانہ نظام کی تشکیل اور سماجی انصاف اور صحیح معنوں میں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد یہی مقصد ہے۔ یہ اگلا مقصد ہے۔ انسانوں کو اخلاقیات کے ساتھ پیدا ہونا چاہیے؛ بلاشبہ اچھے اخلاق کے ساتھ پیدا ہونا بھی، روحانی ارتقا اور اعلیٰ علم کی طرف لے جاتا ہے اور یہی ایک کامل انسان کے مراحل میں سے ہے۔ (دیدار با مسؤولین کشوری و لشکری، ۱۹ آذر ۱۳۷۵)

۴-بعثت کے اہم پیغامات میں سے ایک " اخلاقیات " ہے:

ہمیں اپنے آپ کو درست کرنا چاہیے، اپنے اخلاق کو درست کرنا چاہیے، خود کو خدا کے قریب لانا چاہیے، ایک شخص کے طور پر، ذاتی کوشش کرنی چاہیے، اپنے دلوں میں اللہ کی آیات کو پڑھنا چاہیے اور اپنے دلوں کو اللہ کے قریب کرنا چاہیے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں اخلاقیات اور آبیاری کے میدان میں اپنی جانوں اور دوسروں کی روحوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی نظام اور ملت ایران کی روحانی تجدید اس عظیم کوشش کی متقاضی ہے اور یہ اس "بعثت" کے اہم پیغامات میں سے ایک ہے۔ (دیدار با اقشار مـــردم و مـــسئولان بـه مـنـاسبـت ســالروز بعثـت، ۷ آذر ۱۳۷۶.)

معاشرے کی ترقی کے حالات اور اسلامی اخلاق کی اصلاح

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کی بحث میں جو نکتہ دلچسپی لے رہا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے اسلامی اقدار اور اخلاقیات کو معاشرے میں مکمل طور پر شامل کرنے اور لوگوں کی روح، نظریات اور زندگی کے ساتھ گھل مل جانے کے لیے اسلامی اقدار سے آراستہ کر دیا۔ ایک وقت میں کوئی شخص حکم دیتا ہے یا نصیحت کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کو حسن اخلاق، عفو و درگزر، صبر و استقامت کے ساتھ خدا کی راہ میں استقامت اختیار کرنی چاہیے، ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہیے اور انصاف طلب کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے نصیحت کرنا، حکم دینا، اور تعلیم دینا- جو یقیناً ضروری ہے، پیغمبر اسلام نے لوگوں کو علم اور زندگی کا سبق بھی سکھایا۔ (حـدیـث ولایـت (۲)، ص ۲۴۱)

۶-اخلاقیات کا کردار اور ثمرات

اسلامی انقلاب کا پیغام روحانیت، اخلاقیات اور خدا کی طرف توجہ اور اس عنصر کو لوگوں کی زندگیوں میں لانے کا پیغام ہے۔ جہاں کہیں انقلاب اور امام کا نام اور پیغام آیا ہے، اس نے اپنے ساتھ "روحانیت اور معنویت" بھی لے لی ہے؛ حتیٰ کہ بعض عیسائی اور غیر مسلم معاشروں میں جنہوں نے اسلامی انقلاب کا خیر مقدم کیا ہے اور اس سے سبق حاصل کیا ہے اور اس سے استفادہ کیا ہے، آپ کو "روحانیت اور معنویت" کا عنصر نظر آتا ہے۔ ہمارے عظیم اسلامی انقلاب کا نقشہ "روحانیت" ہے اور یہ روحانیت اس انقلاب اور اس روحانی امام کا پہلا پیغام ہے۔ وہ امام جو ایک عظیم شخص، صوفی، فقیہ، عالم دین، ایک متقی اور رات کو ایک باقاعدہ شخص تھا اور رات کی درمیانی رات دعا کی حالت میں گزارتا تھا، خدا کے ہاں اکیلا تھا۔ (سخنرانی در مراسم سالگرد ارتحال حضرت امام (رہ) در مرقد مطہر، ۱۴ خرداد ۱۳۷۴)

۷- اخلاق اسلامی میں بسیج نمونہ ہے

اسلامی اخلاقیات کو متحرک کرنا تم بسیجیوں کو ایسا سلوک کرنا چاہیے کہ لوگوں کی عزت اور محبت حاصل ہو۔ آپکو اخلاقیات، عاجزی، مہربانی اور ضابطوں کی تعمیل کی مثال بننا چاہیے۔ اس غلط خیال کو دوسروں کے ذہنوں سے نکال دینا چاہیے کہ جو قواعد پر عمل نہیں کرتا وہ بسیج ہے، اس کے برعکس اصول پر عمل کرنے والا زیادہ بسیج ہے۔ کیونکہ یہ شخص نظام کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور نظام کے صحیح انتظام کے لیے ضابطے ضروری سامان ہیں۔ لہذا، کام اور زندگی کے ماحول میں، اخلاقیات، قواعد و ضوابط اور نظم و ضبط کا خیال رکھیں اور جان لیں کہ آپ کا وجود انقلاب کے لیے ایک ناقابل فراموش ذخیرہ ہے۔ جب تک اسلامی جمہوریہ کا انقلاب اور نظام ان احساسات، ایمان اور اخلاص پر بھروسہ رکھتا ہے، کوئی دشمن کسی بھی سطح پر اسلامی جمہوریہ کے انقلاب اور نظام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (حدیث ولایت (۱)، ص ۱۵۶)

نتیجہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک بڑی دولت اور نعمت سے نوازا ہے، جو پورے دین کو جامع اور اس کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ وہ نعمت اور دولت اخلاق ہے، ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر تھے، اخلاقیات کسی بھی کام کے عمل اور نتیجہ میں کارگر ہوتی ہیں۔ جب انسان کا مقصد قرب اور خدا کی رضا ہو تو وہ ایک خوشگوار رویہ دکھاتا ہے جو راستے میں اور منزل تک پہنچنے میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اخلاقیات کے اصول ہوتے ہیں جو لکھے جا سکتے ہیں، لیکن لکھنے سے زیادہ اہم ہے، یہ اس کی فطرت ہے جس کی بہت اہمیت ہے۔ اخلاقی فطرت انسان کو اپنی تخلیق کا مقصد حاصل کرتی ہے جو کہ

خدا سے قربت ہے۔ ہر انسان کی فطرت اچھے اور برے اخلاق میں تمیز کر سکتی ہے لیکن اچھے یا برے اخلاق کا مظاہرہ کرنا اس کے حالات اور پسند پر منحصر ہے۔

فہرست منابع

۱۔ سید عبد اللہ شبر ، اخلاق شبر ، مترجم ، حجۃ الاسلام والمسلمین آقای شیخ محمد رضا جباران ، محمدی گیلانی ،

۲۔ اخلاق اسلامی ، قم ، نشر سایہ ، چاپ مؤسسۃ الھادی ، چاپ اول ، ۱۳۷۴ ،

۳۔ آیت اللہ مہدوی کنی ، اخلاق عملی ، معارف اسلام پبلشرز ، تاریخ اشاعت۔ جمادی اول ۱۴۲۰

۴۔ علی عطایی اصفھانی ، قصص الانبیاء ، ناشر : آیین دانش ، چاپ ، ۱۴۰ ،

۵۔ آیت اللہ دستغیب ، ترجمہ ، اسد علی درس اخلاق . ، عباس بک ایجنسی ، رستم نگر ، لکھنو . ، سال نشر ۱۹۹۸ ،

۶۔ حویزی ، عبد علی بن جمعہ ، نور الثقلین ، اسماعیلیان ، قم ، ۱۴۱۵ ، چاپ چہارم

۷۔ محمد دشتی ، نہج البلاغہ ، قم ، مشہور ، ۱۳۹۷

۸۔ کلینی ، محمد یعقوب ، اصول کافی ، قم ، اسوہ ، چاپ ۱۳۷۵ ، چاپ سوم

۹۔ ابن شعبہ ، حسن ابن علی ، تحف العقول ، آل علی ، قم ۱۳۸۲ ق

۱۰۔ نوری ، میرزا حسین الطبرسی ، مستدرک الوسائل ، قم ، موسسہ آل البیت ،

۱۱۔ امام خمینی ، صحیفہ امام ، تہران ، موسسہ نشر وآثار امام خمینی ،